خبر واحد اور تفسیر قرآن

محمد ارشد*

اسلام میں کتاب و سنت کو بنیادی مصدر و ماخذ اور ہر متنازعہ امر میں فیصلہ کن حیثیت (۱) حاصل ہے۔ قرآن مجید کے بعد سنت رسول اللہ ﷺ کا درجہ ہے جس کا خاصا ذخیرہ اخبار آحاد پر مشتمل ہے کیونکہ اخبار متواترہ کی تعداد انتہائی کم (۲) ہے اس لیے ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی کے حوالے سے خبر واحد پر بہت زیادہ انحصار کیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں ''خبر واحد اور تفسیر قرآن'' پر بحث کی جائے گی۔ اس لیے ابتدا میں خبر واحد کی تعریف و تقسیم کے حوالے سے گفتگو کی جائے گی تاکہ موضوع کو بطریق احسن سمجھا جا سکے۔

خبر واحد کی تعریف

خبر واحد کی تعریف سے قبل اگر خبر متواتر کی تعریف کی جائے تو خبر واحد کی تعریف انتہائی آسان ہو جائے گی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ خبر متواتر ''ایسی حدیث کو کہتے ہیں جسے اتنے کثیر رواۃ، جن کا عادۃ جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو، ابتداء سے انتہا تک اپنی طرح کے رواۃ سے روایت کریں اور اس خبر کا تعلق حس سے ہو اور اس کے ساتھ اس کا اضافہ بھی ہو کہ یہ خبر سامع کو علم یقین فراہم کرے۔'' (۳)

خبر واحد: جس میں شروط تواتر جمع نہ ہوں یعنی اگر مذکورہ بالا پانچ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو وہ خبر واحد ہو گی۔

خبر واحد کی تقسیم

محدثین اور فقہاء کے نزدیک خبر واحد کی تقسیم الگ الگ ہے۔

محدثین کے نزدیک تقسیم

محدثین کے نزدیک حدیث کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں:

۱۔ متواتر ۲۔ آحاد

---

* لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج، نارووال

پھر اخبار آحاد کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

i) خبر مشہور ii) خبر عزیز iii) خبر غریب

i) مشہور: وہ حدیث جس کے تمام طبقات سند میں کم از کم تین رواۃ ہوں۔ (۴)

ii) عزیز: وہ حدیث جس کے تمام طبقات سند میں کم از کم دو رواۃ ہوں۔

iii) خبر غریب: وہ حدیث جس کے طبقات سند میں کسی جگہ ایک راوی آجائے۔

فقہاء کے نزدیک حدیث کی تقسیم

فقہاء کے نزدیک تقسیم حدیث کے حوالے سے دو مؤقف ہیں:

i) جمہور فقہاء کا مؤقف

ii) احناف کا مؤقف

i) جمہور فقہاء کا مؤقف

ان کے نزدیک محدثین کی طرح بنیادی طور پر حدیث کی درج ذیل دو اقسام ہی ہیں:

ا) خبر متواتر ب) خبر آحاد

ii) احناف کا مؤقف

ان کے نزدیک اس کی تین اقسام ہیں: (۵)

ا) متواتر ب) مشہور ج) آحاد

متواتر کی تعریف تو وہی ہے جو کہ عمومی طور پر محدثین کے ہاں کی جاتی ہے دیگر تعریفات حسب ذیل ہیں:

خبر مشہور: ایسی خبر جس کو ایک یا دو رواۃ نے روایت کیا پھر تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں وہ شہرت کے درجہ کو پہنچ گئی۔

خبر واحد: ایسی خبر جس کو ایک یا دو رواۃ نے روایت کیا جو نہ تو خبر متواتر ہو اور نہ خبر مشہور۔

احناف عام طور پر ایسی خبر مشہور کو عملی طور پر متواتر کا درجہ دیتے ہیں جو کہ اصل میں خبر واحد ہی ہوتی ہے مگر بعد کے ادوار میں شہرت حاصل کر لیتی ہے۔ اس بحث کو دیکھتے ہوئے یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اگر شروع سے

آخر تک کم از کم تین رواۃ ہوں (جیسا کہ محدثین کے نزدیک ہے) تو مشہور وگرنہ اسے خبر واحد ہی شمار کیا جائے۔

خبر واحد اور تفسیر قرآن

خبر واحد کی تعریف و تقسیم کے بعد اس امر کا جائزہ لیا جائے گا کہ تفسیر قرآن میں خبر واحد کا کیا مقام ہے کیونکہ خبر واحد جہاں قرآن حکیم اور اخبار متواترہ کے بعد احکام شرعیہ کے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے وہاں خبر واحد قران حکیم کی تشریح وتوضیح بھی کرتی ہے جیسا کہ لتبین للناس (٦) سے ظاہر ہے۔قرآن مجید کی وضاحت مختلف طرق سے کی جاتی ہے۔ہم ذیل میں چار مشہور طرق (٧) بیان کرتے ہیں:

i) تخصیص عام　　　ii) تقیید مطلق

iii) بیان مجمل　　　iv) زیادۃ

اب ان طرق میں سے ہر ایک طریقے کا امثلہ کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے:

ا) تخصیص عام (٨)

عام ہر ایسے لفظ کو کہتے ہیں جو بیک وقت بہت سے افراد کو شامل ہو۔اور ان افراد میں سے بعض افراد کے حکم کو خاص کر دینا ''تخصیص عام'' کہلاتا ہے۔

تخصیص عام کے بارے میں اختلاف

تخصیص عام کے حوالے سے فقہائے کرام کے دو گروہ ہیں:

i) جمہور فقہاء　　　ii) احناف

جمہور فقہاء کا مؤقف

مالکیہ ،حنابلہ اور شافعیہ کا مؤقف یہ ہے کہ خبر واحد سے تخصیص عام جائز ہے۔(٩)

دلیل: جمہور کے مؤقف پر دلائل نقلیہ کے ساتھ عقلی دلیل بھی ہے کہ اگر خبر واحد عموم قرآن کے مقابل ہو تو عموم پر عمل کرنے کی صورت میں خبر پر مطلقاً عمل باطل ہو جائے گا اور اگر خبر پر عمل کیا جائے تو عام پر عمل مطلقاً باطل نہ ہوگا کہ بقیہ افراد پر عمل ممکن ہے۔(١٠)

احناف کا مؤقف

ان کا مؤقف یہ ہے کہ خبر واحد سے تخصیص عام نہیں ہوسکتی ہاں اگر کسی دلیل قطعی سے عام میں تخصیص ہو جائے تو اس کے بعد خبر واحد کے ساتھ مزید تخصیص ہوسکتی ہے۔(۱۱)

دلیل: عام قطعی ہوتا ہے اور خبر واحد ظنی اس لیے تخصیص عام خبر واحد سے درست نہیں ہے ہاں اگر دلیل قطعی سے تخصیص ہو جائے تو پھر عام بھی ظنی ہو جاتا ہے۔(۱۲)

تخصیص عام کی امثلہ

ا۔ حلت نکاح کے عموم میں تخصیص

قرآن حکیم کا ارشاد ہے **واحل لکم ماوراء ذلکم**(۱۳) اور (محرمات) کے علاوہ خواتین تمہارے لیے حلال ہیں۔اس میں ''ما'' کلمہ عموم ہے مگر حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث پاک **لاتنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها** (۱۴) کے مطابق بیوی کے ساتھ اس کی پھوپھی اور خالہ کے ساتھ بیک وقت نکاح نہ کیا جائے۔

جمہور علماء کا مؤقف

امام نووی کے مطابق یہ حدیث خبر واحد ہے اور اس سے قرآن حکیم کے عموم میں تخصیص ہوئی ہے۔ جمہور علماء کا یہی مؤقف ہے اور اسی کو درست مؤقف قرار دیتے ہیں۔ان کے الفاظ یہ ہیں۔"**واحتج الجمهور بهذه الاحادیث و خصوا بها الآیة والصحیح الذی علیه جمهور الاصولیین جواز تخصیص عموم القرآن بخبر الواحد**(۱۵)

احناف کا مؤقف

احناف بھی اس آیت میں تخصیص کے قائل ہیں مگر ان کے مؤقف کی تفصیل یہ ہے کہ لفظ ''ماوراء'' کے عموم میں '**ولا تنکحوا المشرکات**' (۱۶) کے ساتھ تخصیص ہوگئی۔اب یہ آیت اس تخصیص کے بعد ظنی ہوگئی اس لیے خبر واحد کے ساتھ مزید تخصیص ہوسکتی ہے کہ دونوں ظنی ہیں۔امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ یہ تخصیص اصول احناف کے خلاف نہیں ہے۔(۱۷)

۲)وارث کے عموم سے کافر اور قاتل کی تخصیص:

قرآن حکیم میں ہے:

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین(۱۸)

(مسلمانو) اللہ تم کو تمہاری اولاد (کے حصوں) کے بارے میں حکم فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کے حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر ہے۔

اس مقام پر آیات مواریث میں ورثاء کے حوالے سے عموم کا بیان ہے اور "**اولادکم**" کا لفظ عام اپنے تمام افراد کو شامل ہے کہ وفات پانے والوں کی اولاد خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس کے تمام افراد اس میں شامل ہیں مگر حدیث پاک میں ہے:

لایرث الکافر المسلم (۱۹)

(کافر مسلمان کا وراث نہیں ہوسکتا)

سو اس حدیث کی بنا پر تمام وہ افراد وراثت کے حکم سے نکل گئے جو کہ غیر مسلم ہوں اور یوں اس حدیث سے قرآن کے عموم میں تخصیص پیدا ہوگئی۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی دوسری حدیث ہے:

القاتل لایرث(۲۰)

(قاتل وارث نہیں ہوتا)

خبر واحد کی بنا پر وفات پانے والے کے ورثاء میں سے قاتل ورثاء نکل گئے۔اس طرح اس حدیث سے بھی قرآن کے عموم میں تخصیص پیدا ہوگئی۔

امام ترمذی اس حدیث کے بارے میں یوں رائے دیتے ہیں:

لایعرف هذا الامن هذا الوجه (۲۱)

یہ حدیث صرف اسی سند سے جانی جاتی ہے۔

امام آمدی نے خبر واحد سے عموم قرآن میں تخصیص کی امثلہ دیتے ہوئے "**یوصیکم اللہ فی اولادکم**" میں تخصیص کے ضمن میں ان دونوں احادیث کا ذکر کیا ہے۔(۲۲)

۴) جواز بیع کے عموم سے بیوع فاسدہ کی تخصیص

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے" واحل الله البیع "(۲۳)اور اللہ نے بیع کو حلال قرار دے دیا۔ اس میں لفظ" بیع "عام ہے جس میں ہر قسم کی بیع شامل ہے مگر بہت سی بیوع ایسی ہیں جو کہ فاسد ہیں اور ان کا فاسد ہونا اخبار آحاد سے ثابت ہے، جیسے

i) حرام اشیاء کی بیع کی حرمت

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

ان الله ورسوله حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام (۲۴)

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت حرام فرما دی ہے)

اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام مبیع کی خرید وفروخت کسی صورت جائز نہیں۔

ii) بیع ملامسۃ ومنابذت کی ممانعت

اس کی ممانعت کے حکم سے قبل ان بیوع کی وضاحت کی جاتی ہے۔

ملامست: اگر مشتری نے مبیع کو ہاتھ لگا دیا تو بائع اس کو وہ چیز دینے پر مجبور ہوگا۔

منابذت: اگر مالک چاہے کہ مشتری پر بیع لازم کرے تو وہ سامان کو اس کی طرف پھینک دے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے بیع ملامست اور منابذت سے منع فرمایا۔(۲۵)

iii) مضامین وملاقیح کی بیع کی ممانعت

حضور ﷺ نے مضامین (وہ بچے جو ابھی صلب میں ہوں) اور ملاقیح (جو بچہ پیٹ میں ہو) کی بیع سے منع فرمایا(۲۶) اسی طرح حضور ﷺ نے بیع مزابنہ، محاقلہ اور بیع الحمل کی بھی ممانعت فرمائی۔(۲۷) کیونکہ اکثر صورتوں میں مبیع موجود نہیں ہوتا اور ان تمام صورتوں میں ایک فریق کو نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے ان تمام صورتوں سے منع فرما دیا گیا۔

بحر العلوم کی تحقیق

بحر العلوم صاحب فواتح الرحموت تحریر کرتے ہیں کہ عام دلیل قطعی کے ساتھ تخصیص کے بعد ظنی ہو جاتا

ہے کہ دونوں عام اور خبر واحد ظنی ہوتے ہیں بلکہ خبر واحد ایک جہت سے قوی ہوتی ہے کہ اس میں دلالت کے اعتبار سے ظن نہیں بلکہ محض ثبوت کے اعتبار سے ہے پھر خبر کے حوالے سے تین صورتیں بیان کرتے ہیں:

i) اگر خبر متصل ہے تو تخصیص ہوگی۔

ii) اگر خبر متاخر ہو تو ناسخ ہوگی۔

iii) اگر تاریخ معلوم نہیں تو خبر پر عمل کی جائے گا اور عام میں تخصیص کی تاویل کی جائے گی۔

اس کے بعد فرماتے ہیں "**فتدبر ولذا خصصوا البيوع الفاسدة الثابت فسادها باخبار الآحاد من عموم قوله تعالى و احل الله البيع**" (۲۸) سو اس پر غور وفکر کیجئے یہی وجہ ہے کہ آیت کے عموم سے انہوں نے ان بیوع فاسدہ کی تخصیص کی جو کہ اخبار آحاد سے ثابت ہیں۔"

۲۔ تقیید مطلق

مطلق ایسا لفظ ہوتا ہے جس میں صرف ذات پر دلالت ہوتی ہے نہ کہ صفات پر (۲۹) گویا اس میں کسی قید، شرط یا صفت کا بالکل تذکرہ نہیں ہوتا۔ ایسے حکم کو کسی قید یا صفت کے ساتھ مقید کر دینا "تقیید مطلق" کہلاتا ہے۔

تقیید مطلق کے بارے میں اختلاف (۳۰)

تقیید مطلق کے بارے میں فقہائے کرام کے مابین اسی طرح اختلاف ہے جیسے تخصیص عام میں تھا۔

۱) جمہور فقہاء کا موقف

جمہور فقہاء (حنابلہ، مالکیہ، شافعیہ) کے نزدیک خبر واحد کے ساتھ تقیید جائز ہے۔

۲) احناف کا موقف

احناف کے نزدیک خبر مشہور کے ساتھ ہی تقیید مطلق ہو سکتی ہے۔

مفہوم ید میں تقیید

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاء بما كسبا (۳۱)

(چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دو یہ اس کا بدلہ ہے جو انہوں نے کمایا)

اس آیت میں ''ید'' کاٹنے کا حکم تو ہے مگر کوئی قید نہیں ہے کہ ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے قرآن کے اس مطلق حکم کو اس حدیث نے مقید کر دیا جو کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے **قطع النبی ﷺ سارقا من المفصل** (۳۲) حضور ﷺ نے چور (کے ہاتھ کو) گھٹنے کے جوڑ سے کاٹا۔

احناف کے نزدیک یہ حدیث مشہور ہے اس لیے اس کے ساتھ تقیید درست ہے (۳۳) جبکہ جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک یہ حدیث اخبار آحاد میں سے ہے۔

۳۔ بیان مجمل

اگر کسی لفظ میں کسی جہت سے ابہام واجمال ہو تو اس کی وضاحت کو بیان مجمل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بیان مجمل کے بارے میں اختلاف

امام غزالی اس حوالے سے دو موقف بیان کرتے ہیں:

۱) جمہور فقہاء کا موقف

جمہور فقہاء کے نزدیک قران حکیم اور حدیث متواتر کے عموم اور مجمل کی خبر واحد کے ساتھ وضاحت کرنا جائز ہے۔ امام غزالی ان کا موقف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں''**یجوز بیان مجمل القرآن وعمومه وما ثبت بالتواتر بخبر الواحد**(۳۴)

۲) احناف کا موقف

احناف کے نزدیک عموم بلوی (وہ امور جو روزانہ کثرت سے ہوں) میں خبر واحد سے وضاحت جائز نہیں ہے جیسے اوقات نماز، عدد رکعات اور عدم عموم بلوی میں خبر واحد سے بیان مجمل جائز اور درست ہے جیسے قطع ید السارق، ائمہ پر حدود کا وجوب (۳۵)

مقدار مسح کے ابہام واجمال کا کا بیان

قرآن حکیم میں ہے''وامسحوا برؤسکم''(۳۶) اور تم اپنے سروں کا مسح کرو۔ آیت کے اس حصے میں سر کے مسح کا حکم ہے جو کہ بالکل واضح ہے۔ ''رؤس'' پر ''ب'' داخل ہے اس لی تبعیض پر دالالت ہے اور اس بعض کی تعیین نہیں ہے کہ کتنے سر پر مسح کیا جائے حضور ﷺ کے عمل مبارک کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ روایت

کرتے ہیں

''باشبہ حضورﷺ نے وضو فرمایا اور ناصیہ (ماتھے کے سامنے کے حصے) پر مسح فرمایا (۳۷)

امام زیلعی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

وھم ابن الجوزی فی ''کتاب التحقیق'' فعزا ھذا الحدیث الی الصحیحین فلیس کذالک بل انفرد بہ مسلم (۳۸)

(امام ابن جوزی کو ''کتاب التحقیق'' میں وہم لاحق ہوا سوانہوں نے اس حدیث کو صحیحین کی طرف منسوب کیا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ امام مسلم نے اکیلے اسے روایت کیا ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ ناصیہ تو ''وجہ'' کے تحت دھونے کے حکم میں داخل ہے لہٰذا اس سے مراد یہ ہے کہ اتنے حصے کے برابر مسح کریں امام مرغینانی فرماتے ہیں کہ قرآن میں مسح کی مقدار مجمل ہے اور حدیث اس کا بیان ہے (۳۹)

۴) زیادۃ

ظاہری طور پر یہ حکم قرآن میں اضافہ ہوتا ہے لیکن درحقیقت یہ قرآن حکیم کے بیان کردہ حکم کے حوالے سے وضاحت ہوتی ہے کہ یہ چیزیں بھی اس میں شامل ہیں۔

زیادۃ کے بارے میں اختلاف رائے (۴۰)

اس حوالے سے دو موقف ہیں:

۱۔ جمہور فقہاء کا موقف

جمہور علماء کے نزدیک خبر واحد سے زیادۃ جائز ہے کیونکہ تخصیص عام میں بھی زیادۃ ہوتی ہے اور اس میں خبر واحد سے جمہور کے نزدیک زیادۃ جائز ہے۔

۲۔ احناف کا موقف

احناف کے نزدیک خبر واحد سے زیادۃ جائز نہیں ہے۔

ا) سو کوڑوں پر ایک سال جلاوطنی کا اضافہ

قرآن حکیم نے غیر شادی شدہ مرد و عورت کے زنا پر سو کوڑے کی سزا ان الفاظ میں بیان کی ہے ''الزانیۃ

والزانی فاجلدو اکل واحد منهما مائة جلدة "(۴۱) حضورﷺ نے ایک غیر شادی شدہ آدمی کو مائۃ جلدۃ وتغریب عام (سوکوڑے کے ساتھ ایک سال جلاوطنی) کا حکم دیا۔(۴۲)

جمہور کا مؤقف: امام غزالی فرماتے ہیں کہ خبر واحد سے ''تغریب عام'' کی زیادہ ثابت ہوتی ہے ملاجیونؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ خبر واحد سے ثابت زیادۃ کو حد کا حصہ بناتے ہیں۔(۴۳)

احناف کا مؤقف: احناف بھی اس حدیث کو خبر واحد قرار دیتے ہیں اور حد کا جزو نہیں بناتے ہاں سیاسۃ تغریب عام کے قائل ہیں۔(۴۴)

حلالہ میں ''نکاح'' کے ساتھ ''مباشرت'' کا اضافہ

قرآن حکیم ایسی عورت جسکو طلاق مغلظہ ہو چکی ہو، اگر اپنے پہلے شوہر کی طرف جانا چاہتی ہے تو اپنی مرضی سے دوسری شادی کرے اور وہ خاوند سے کسی جائز وجہ سے طلاق لے لے یا خاوند طلاق دے دے تو وہ عورت شوہر اول کی طرف لوٹ سکتی ہے۔ قرآن حکیم کا بیان ہے ''حتی تنکح زوجا غیرہ''(۴۵) یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔ اس معنی خاص (تنکح) پر حدیث رفاعۃ (حتی تذوقی عسیلته و یذوق عسیلتک (۴۶) کے مطابق جب تک وطی نہ کرے وہ عورت شوہر اول کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔ تو شرط وطی جو حدیث سے ثابت ہے لفظ نکاح پر زیادۃ کی مثال ہے۔

ملاجیون کی تحقیق:

ان کے نزدیک یہ حدیث مشہور ہے اور اس کی مثل احادیث سے کتاب اللہ پر زیادۃ جائز ہے۔(۴۷)

مولانا عبدالعلیم کی تحقیق:

اس کتاب کے محشی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور نہیں بلکہ آحاد میں سے ہے (ان حدیث العسیلة من الآحاد فتدبر)(۴۸)

خلاصہ کلام

۱۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ احناف خبر واحد ہی کو تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں شہرت حاصل ہونے کی وجہ سے خبر مشہور قرار دیتے ہیں۔ تخصیص عام اور تقیید مطلق کی امثلہ میں احناف کے ہاں کسی حدیث

کو مشہور قرار دینے سے یہی مراد ہوتی ہے۔

۲۔ جمہور فقہاء مطلقاً خبر واحد سے بیان مجمل کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ احناف عموم بلوی والے امور میں جائز قرار نہیں دیتے اور اس کے علاوہ دیگر امور میں جائز قرار دیتے ہیں۔

۳۔ مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک تخصیص عام، تقیید مطلق اور زیادۃ خبر واحد سے جائز ہے۔

۴۔ احناف اصولی طور پر براہ راست خبر واحد سے تخصیص، تقیید اور زیادۃ درست نہیں مانتے مگر

i) اگر دلیل قطعی سے ظنیت پیدا ہو جائے تو پھر تخصیص وغیرہ جائز مانتے ہیں۔

ii) احناف کے اس دعوی کے باوجود کہ خبر مشہور سے ہی تخصیص، تقیید اور زیادۃ جائز ہے خود احناف نے اخبار آحاد کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے شاید اسی لیے امام رازیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی طرف خبر واحد سے تخصیص عام کی نسبت کی ہے۔(۴۹) اور امام آمدی احاد سے عموم قرآن میں تخصیص کے جواز کو ائمہ اربعہ کا مذہب قرار دیتے ہیں۔(۵۰)

حوالہ جات

۱ النساء ۴:۵۹

۲ السیوطی، قطف الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ، المکتب الاسلامی ۱۴۰۵ھ۔ اس کتاب کے مطابق اخبار متواترہ کی تعداد صرف ۱۱۲ ہے۔

۳ العسقلانی، شرح نخبۃ الفکر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۹۶ء: ص ۲۹

۴ محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور: ص ۲۱۔۲۸

۵ بحر العلوم، فواتح الرحموت، مکتب التراث الاسلامیہ ملتان، ص ۶۔۱۱۳

عبد الکریم زیدان، الوجیز فی اصول الفقہ، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۶۸۔۱۷۱

۶ النحل ۱۶۔۴۴

۷ ابوزہرہ، الحدیث والمحدثون، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان: ص ۸۳

۸ الشاشی، نظام الدین، اصول، مکتبہ علیمی، لاہور: ص ۶

۹ محب اللہ، مسلم الثبوت، مکتب التراث الاسلامیہ ملتان، ۱:۳۴۹

۱۰ آمدی، الاحکام فی اصول الاحکام، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۲: ص ۲۷۲

١١ مسلم الثبوت ا: ص ٣٤٩

١٢ فواتح الرحموت ا: ص ٣٤٩

١٣ النساء ٤: ٢٤

١٤ مسلم، الصحیح، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی ا: ٤٥٣

١٥ نووی شرح صحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی ا: ٤٥٢

١٦ البقرۃ ٢: ٢٢١

١٧ ابن ہمام، فتح القدیر، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر ٣: ١٣٤

١٨ النساء ٤: ١١

١٩ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع، اسلامی کتب خانہ دیوبند، یوپی بھارت ١٩٨٥ء ٢: ٣١

٢٠ ایضا

٢١ ایضا

٢٢ آمدی، الاحکام ٢: ٤٧

٢٣ البقرۃ ٢: ٢٧٥

٢٤ مسلم، کتاب البیوع ٢: ٢

٢٥ الزیلعی، نصب الرایۃ، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ٤: ١٠

٢٦ ابن ماجہ، سنن، قدیمی کتب خانہ کراچی: ١٥٨

٢٧ البخاری، صحیح، قدیمی کتب خانہ کراچی ا: ٢٩١

٢٨ فواتح الرحموت ا: ٣٤٩

٢٩ ملا جیون، نور الانوار، مطبع علیمی، لاہور ١٩٥٧ء: ١٥٨

٣٠ الوجیز: ٢٨٥

٢١ المائدۃ ٥: ٣٨

٣٢ نصب الرایہ ٣: ٣٧٠

۳۳ الوجیز: ۲۸۷

۳۴ الغزالی، المستصفی، مکتب التراث الاسلامیہ، ملتان، ۱: ۳۸۲

۳۵ ایضاً: ۳۸۲۔۳۸۳

۳۶ المائدۃ، ۵: ۶

۳۷ مسلم، ۱: ۱۳۴

۳۸ نصب الرایۃ، ۱: ۱

۳۹ المرغینانی، الہدایۃ، مکتبہ شرکتہ علمیہ، ملتان، ۱: ۱۷

۴۰ المستصفی، ۱: ۱۱۷۔۱۱۸

۴۱ النور، ۲۴: ۲

۴۲ البخاری، کتاب الشہادات، ۱: ۳۶۱

۴۳ المستصفی، ۱: ۱۱۸

۴۴ نور الانوار: ۱۹۱

۴۵ البقرۃ، ۲: ۲۳۰

۴۶ الترمذی، ابواب النکاح، ۱: ۲۱۳

۴۷ نور الانوار: ۲۰

۴۸ عبد العلیم، قمر الاقمار، مطبع علیمی، لاہور: ۲۰

۴۹ الرازی، المحصول، جامعہ ابن سعود، ۱: ۱۳۱

۵۰ آمدی، الاحکام، ۲: ۴۷

****